© rasailojaraid.com

تفسیرِ کائنات

یا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

قرآن

(علامہ کیفی چریاکوٹی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ "تمام تعریفیں خدا ہی کے لئے زیبا ہیں"۔

انسان اپنے ملک کی تعریف کرتا ہے، قوم کی تعریف کرتا ہے، خاندان کی، اپنے ماں باپ کی، اپنی پھر اپنے بادشاہ، سردار، محسن کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ عرب کے شعرا اپنے زعم شاعری میں قوموں اور قبیلوں کو "مدح" سے آسمان پر اور "ہجو" سے تحت الثریٰ میں پہنچا دیتے تھے۔ گویا شعرا کے ہاتھ میں عزت اور ذلت کی عنان تھی۔

ایک شاعر نے "بنی انف ناقہ" کی تعریف میں یہ شعر کہا تھا،

قومھم الانف والاذناب غیرھم

ومن یسوی بالف الناقۃ الذنبا

بنی انف ناقہ اقوام کی ناک اور قومیں دم ہیں۔ دم کہیں ناک کی برابری کر سکتی ہے؟ اس شعر کا یہ اثر ہوا کہ قبیلہ بنی انف اپنے امتیاز پر مغرور ہو گئے اپنے مقابلہ میں دوسروں کو ذلیل سمجھنے لگے۔

"جریرؔ" نے قبیلہ "نمیر" کی ہجو میں یہ شعر کہا ؎

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فغض الطرف انک من نمیر

فلا کعبا بلغت ولا کلابا

اس شعر نے قبیلہ "نمیر" کے امتیاز او غرور کو خاک میں ملا دیا، ان پر ذلت اور حقارت کی نظریں پڑنے لگیں۔

نابغہ ذبیانی نے "نعمان" کی تعریف میں یہ شعر کہا ہے ؎

کانک شمس والملوک کواکب

اذا طلعت لم یبد منھن کوکب

"گویا کہ تو آفتاب ہے اور بادشاہ ستارے ہیں جب آفتاب طلوع ہوجاتا ہے تو ستاروں کا پتا نہیں رہتا"

اسی طرح شعراء و خطباء نے مدح اور ذم کو اپنی طبائع کا جولانگاہ بنالیا تھا، دنیائے عرب کو معلوم نہ تھا کہ اس دنیا سے باہر بھی کوئی عالم ہوسکتا ہے۔

ٹھیک اس عالمگیر تاریکی اور جہاں سوز ضلالت و گم گشتگی میں اسلام کا آفتاب ہدایت کی جہاں تابیوں کے ساتھ اپنے حسن بیساختہ سے نقاب پھینک کر "فاران" کے طور سے طلوع ہوا، ہی نقیب لمنہ صدا دے رہا تھا۔

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

حق آگیا، باطل مٹ گیا، یقینا باطل مٹنے ہی کے لئے تھا۔ قرآن

معبودان باطل کے آستانوں پہ جھکی ہوئی گردنیں اٹھا لی گئیں اور حی و قیوم، قائم و دائم ذات کے آستانے پر جھکا دی گئیں غلامی کی بےشمار زنجیریں توڑ دی گئیں فانی آقاؤں کی پرستش روک دی گئی بتایا گیا کہ عبادت اور مدح و ثنا کے لائق وہ ذات ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی اس کی صفت و ثنا کیا۔ جس کو طوفان حوادث کی معمولی حرکت بہالیجائے، جس کو مرور ایام کا ہاتھ حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹا دے۔

قرآن حکیم سب سے پہلے یہی بتاتا ہے کہ وہ تمام تعریفیں خدا ہی کیلئے مخصوص ہیں "الحمد للہ" یعنی جب ایک ذات اور صرف ایک ذات مخصوص ہوچکی تو اس کے علاوہ بادشاہوں امیروں محسنوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دولتمندوں کی تعریف کے کیا معنے؟ - اگر بادشاہی، ملک و ملک، امارت، احسان، دولت، اسباب ستائش میں تو خدا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ پروردگار جمیع عوالم ہے اسی کی ثنا و صفت کرو رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ حاوی ہے تمام بادشاہوں، امیروں، محسنوں، دولتمندوں پر بلکہ دنیا پر کائنات کے ذرے ذرے پر آسمان اور زمین پر اس کی تفصیل آتی ہے اس میں ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ مدح و ستائش اور اصل غلامی کی ایک بندش ہے قرآن اس بندش کو بھی توڑتا ہے غلامی اگر مناسب ہے تو صرف خدا کی -

رت بدل گئی اور ہستی کے خزاں دیدہ باغ میں نئی بہار آگئی، حق اور صداقت کی نئی کونپلیاں پھوٹیں عرب کے شاعر اعشیٰ اپنے قصیدے میں کہتا ہے:-

وصل علی حین العشیات والضحیٰ
ولا تحمد المثرین واللہ فاحمدا

رات اور دن خدا ہی کو سجدہ - رئیسوں اور امیروں کو نہیں -

اس تعلیم میں ایک عجیب راز اور غریب نکتہ ہے میں اس کو مغرب اور مشرق کے تمام عقل پرستوں، سائنس کے پرستاروں، فلسفہ کے گم کردہ راہوں، دہریوں، مادہ کے غلاموں کے سامنے پیش کرتا ہوں اور بہ آواز بلند پکار کر کہتا ہوں کہ ”ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ“ سنو کہ اس میں یہ راز ہے کہ جب ایک ذات عظیم الشان بے مثل واحد پرستش کے لئے مشترک ہوگی تو اس کی پرستار اسی نسبت سے دنیا کے تمام منتشر آقاؤں کے غلاموں سے برتر اور افضل ہوں گے وہ اپنی فضیلت قائم رکھنے کے لیے شجاع ہوں گے، غیور ہونگے، جانباز ہونگے سرفروش ہوں گے۔ دنیاوی امور سے موازنہ کرکے دیکھو کہ وزرا اور امرا کے خدام سے زیادہ نمایاں بادشاہوں کے خدام ہوتے ہیں اسی طرح جو بادشاہ جس قدر باجبروت ہوتا ہے اس کے خدام اسی نسبت سے شان اور شوکت والے ہوتے ہیں، ان میں اسی قدر شان بان ہوتی ہے یہاں تک کہ اس کی تحفظ کے لئے یہ لوگ جان و مال اور عزت و ناموس کی پروا نہیں کرتے، خدا جب احکم الحاکمین ہے تو اس کے خدام اور پرستار اسی نسبت سے افضل و برتر ہونگے -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ "اعمال و جوارح روح کے تابع ہوتے ہیں۔ روح جس قدر قوی اور مستحکم ہوتی ہے۔ اسی قدر اعمال قوی اور مستحکم ہوتے ہیں، روح میں قوت یکسوئی سے پیدا ہوتی ہے، اسلام اور قرآن نے اسی چیز کو پیش نظر رکھکر توحید پر زور دیا ہے، اس کی پوری بحث کتاب "فلسفہ سیاسیات اسلام" میں موجود ہی جب تک مسلمانون کے ہاتھ میں یہ جھنڈا تھا دنیا کی تمام سلطنتیں سرنگوں تھیں، اس کی تفصیل دیکھو۔

(۱)

خلافت فاروقی کا زمانہ ہی۔ یزدگرد بادشاہ فارس کا مقابلہ ہی جس کا نام سنکر انسانی قلوب لرزا ٹھتے ہیں، اسلام کے تنے چند جانبازوں کا حقیر لشکر مقابلے میں صف آرا اور خیمہ زن ہے نعمان بن مقرن سفارت لیکر یزدگرد کے سامنے گئے ہیں، اس کی شان وشوکت فوج کی کثرت سے زمین تپ رہی ہے، لیکن خدا کا پرستار ان چیزوں کی معمولی پروا نہ کرتا ہوا کہتا ہے "ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہم لوگوں کو انصاف کی دعوت دیں، اسی بنا پر ہم تکو اپنے دین کی دعوت دیتے ہیں، اگر تم نے انکار کیا تو تمہارے لئے برائی ہے"۔

غور کرو کہ اللہ کا پرستار غیر اللہ کے سامنے کس قدر دلیر ہے اس کو خدا کی راہ پر اپنی جان کی پرواہ نہیں، اس کا انجام یہ ہی کہ خدا کے دشمن باوجود اپنی جمعیت اور جماعت کے بال تک بیکا نہ کر سکے۔

(۲)

دوسرا واقعہ حضرت زہرہ کا سنو! ایرانیوں کے کمانڈر انچیف رستم کے سامنے سفارت لیکر گئے ہیں۔

زہرہ۔ ہم تمہارے پاس دنیا کی طلب میں نہیں آئے ہیں بلکہ ہماری تمنائے آخرت لائی ہے۔

رستم۔ دین اسلام کیا ہے؟

زہرہ۔ توحید خالص، خدا کو ایک سمجھنا اور محمد کو اس کا رسول ماننا۔

رستم۔ اس کے علاوہ اور کیا ہے؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زہرہ ۔ بندوں کو بندوں کی بندگی سے آزاد کرکے اللہ کی بندگی پر مائل کرنا کیونکہ تمام انسان آدم اور حوا کی اولاد ہونے کی وجہ سے بھائی ہیں ۔

رستم ۔ (حیرت سے) کیا اچھا اصول ہے ؟

۳

ربعی بن عامر اسی رستم کے سامنے ایک دوسری سفارت لیکر جاتے ہیں اس طرح کہ اپنے نیزے کی نوک سے شاہی مخملی قالین اور گدوں کو نہیں بلکہ دنیاوی سطوت کو مجروح کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ :- "ہم کو اللہ نے اس لئے بھیجا ہے کہ اس کے بندوں کو دنیا کی تنگی سے نکال کر اس کی وسعت کی طرف لائیں، مذاہب کے جور سے نجات دلا کر اسلام کے آغوش میں ڈال دیں"

۴

مغیرہ بن شعبہ اسی سلسلے میں بلائے جاتے ہیں تو اس کے برابر تخت پر بیٹھ جاتے ہیں اس کے خدام ان کو اتار دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ :-

"تم سے زیادہ ذلیل وسفلہ قوم دنیا میں نہ ہوگی ہم عرب ایک دوسرے کی پرستش نہیں کرتے میں دیکھتا ہوں کہ تم میں بعض آدمی دوسروں کے خدا ہیں اگر یہی حال ہے تو تمہاری سلطنت ہتی نظر نہیں آتی"

دنیا کے پرستاروں سے پوچھو دولت کے پوجنے والوں کے دلوں سے سوال کرو جاہ وجلال دنیاوی کے طلبگاروں سے استفسار کرو حکام ہی کو اپنی انتہائی پہنچ سمجھنے والوں کے دلوں اور زبانوں تک تو جاؤ اور سنو کہ وہ اس موقع پر کیا کہنے کو تیار ہو سکتے ہیں ؟

خصوصیات سورہ | جس آیۂ عظیم المرتبت کا ٹکڑا پیش نظر ہے اس کی پوری سورہ کے فضائل شمار سے باہر ہیں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک دفعہ مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میں تمکو ایک ایسی سورۃ بتاتا ہوں جس کی مثل نہ توریت میں ہے اور نہ انجیل میں اور نہ قرآن میں کوئی دوسری سورۃ ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ارشاد ہو آپ نے فرمایا وہ سورہ فاتحہ ہے وہ سبع مثانی اور (پورا) قرآن ہے" اس سورہ اور اس کا ہر ٹکڑا توحید خالص کی تعلیم دیتا ہے اور خدا کا نام کیونکر لیا جاتا ہے اس کی کیونکر تعریف کیجاتی ہے ہر حالت میں اس سے کیونکر مدد مانگی جاتی ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کو ہر نماز میں داخل کرنیکا منشا یہی ہے کہ رات دن میں پانچ مرتبہ ان امور کی تجدید ہوتی رہے اور ہر آن روح کی قوت میں ترقی اور استحکام ہوتا ہے۔ یہ وہ سورہ ہے کہ اس کی پیشین گوئی زبور میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے

اس کا تلفظ اس صحیح ہے۔

شیرہ لیہوا شیر حاداش سیرو لیہو خل ہارض: اس کا ترجمہ یہ ہوا کہ اللہ کو نئے بھجن میں بھجو یعنے نئے الفاظ اور نئے انداز میں اس کی تعریف و توصیف بیان کرو۔

شیرو کے معنے تسبیح کرو بھجو۔ شیر کے معنی حمد کے حاداش کے معنی جدید (زبان طرز ادا طریقہ بیان)۔

اس سے غیر عبرانی یعنے عربی قرآن مراد ہے۔ حکم بھجو کی مخاطب تمام دنیا ہے، دیکھو تمام دنیا میں قرآن کی تلاوت ہوتی ہے اور نماز پڑھی جاتی ہے "شیر" بالکل "حمد" کے مفہوم و معنی بیان کرتا ہے سورہ فاتحہ لفظ "حمد" سے شروع ہوتی ہے اس میں لفظ مطابقت موجود ہے۔ "بھجو" کا لفظ امر ہے اس کے معنی حکم کے ہیں صحف انبیاء میں "حکم" کا ماننا فرض ہوتا ہے یا فرض کے معنی میں آتا ہے "قرآن کا پڑھنا فرض بھی ہوا ہے فاقرؤا ما تیسر من القرآن" کے الفاظ دیکھو۔ تجدید اور تخصیص قرآن کے لئے اس طرح ثابت ہے کہ غیر قرآن یعنے توریت انجیل زبور یا دوسری کتابوں کا پڑھنا کبھی فرض نہ تھا نہ اس وقت مراد ہے۔

اس سے سورۂ فاتحہ مراد ہے اس کی توجیہ یہ ہے کہ:۔ سورہ فاتحہ کو سبع مثانی قرآن میں فرمایا گیا ہے مثانی کے معنی گیت بالخصوص "شیر" کے ہیں سورۂ فاتحہ رات دن کی پانچ وقتوں کی نمازوں میں اور ہر نماز کی ہر رکعت میں بار بار پڑھی جاتی ہے زبور کی پیشین گوئی اس سورہ کے علاوہ دوسری کسی عبارت کے لئے متعین ہو سکتی تھی سورۂ فاتحہ اور اس کے ایک تجزیے کے اجمالی بیان کے بعد دوسرا ٹکڑا پیش نظر رکھا گیا ہے۔

رب العالمین تمام عوالم کا پروردگار (پالنے والا) ہے۔

تمام عوالم ہستی کا مربی سرپرست ان کو نقص سے نکال کر مرتبہ کمال تک پہونچانے والا ابتداء سے انتہا تک رافت و رحمت کی نظر رکھنے والا۔

اس ترکیب میں دو لفظ ہیں ایک "رب" دوسرا "عالمین" ان کی علیحدہ علیحدہ تفصیل و تشریح سن لیجئے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رَب اس لفظ کے جتنے مشتقات ہیں ان پر نظر کیجیے۔

۱۔ رَبَّ الشئی چیز کو جمع کیا اور اس کا مالک
۲۔ رب القوم = قوم کا سردار ہوا۔
۳۔ رب النعمۃ = نعمت میں اضافہ کیا۔
۴۔ رب الصبی = لڑکے کی تربیت کی یہانتک کہ وہ سمجھ دار ہو گیا
۵۔ رب الصبی = " " "
۶۔ تربب الرجل الارض = دعویٰ کیا کہ اس کا مالک ہے
۷۔ ربابۃ = ملکیت۔
۸۔ رب - مالک و مطاع - مصلح
۹۔ رب کل شئی - مالک اور مستحق
۱۰۔ ربیب = منعم
۱۱۔ مربوبہ = مملکت
۱۲۔ ربی الاحسان - ربی النعمہ - ربی الحاجہ - ربی العقدہ - وغیرہ

اب تربیت اور پرورش کی شکلیں ملاحظہ فرمائیے۔

شکل اول

اس سلسلے میں طنطاوی جوہری نے اپنی کتاب جواہر العلوم میں عجیب و غریب نکتے لکھے ہیں۔

جو اور گیہوں اور دوسرے اس قسم کے دانوں کی بالیاں انسان کی غذا کے کام میں آتی ہیں لیکن ان کے متعلق کسی نے بھی غور نہیں کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ (پروردگار عالم) ان کی پرورش کرکے کیونکر "دانے" اور منتظم گچھے تک پہونچاتا ہے۔

علمائے طبعیات و زراعت کہتے ہیں کہ ایک بیج زمین کے گہوارے میں اعتدال مزاج سے پرورش پاکر جب پودے کی صورت میں ہو جاتا ہے تو اس جوف میں ایک چیز باریک سوئی کی طرح مخفیہ ہوتی ہے اس میں بارش کا پانی رہتا ہے اور جیسے نطفہ رحم میں مادہ تولید پیدا کرتا ہے، پانی اس چیز میں بھی پیدا کرتا ہے اس سے بالیاں پیدا ہوتی ہیں جس طرح بچہ رحم مادر میں رہکر موسم کی سردی اور گرمی سے محفوظ رہتا ہے اس طرح بالیوں کی ابتدائی شکل محفوظ رہتی ہے اور اسکی تدریجی قوت نمو کو مدد ملتی رہتی ہے، ہوا کی موافقت دھوپ کا اعتدال، شبنم اور باد نسیم کی لطافت اس کی حیات اور روزانہ ترقی کی مدد و معاون ہوتی ہے زمین کا مزاج اور پودے کی طبعیت اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خاصہ بیماریوں کا دفعیہ کرتی رہتی ہیں یہاں تک کہ پودا بالکل مکمل ہو کر کام میں آنے کے لائق ہو جاتا ہے

شکل دوم

کھجور کے درخت کا پھل بھی عجیب و غریب حکمت و تدبیر پروردگار سے طیار ہوتا ہے درخت عناصر ارضی کا رقیق مادہ لے کر اپنی شاخوں، پتیوں، تنے اور پھولوں، پھلوں تک پہونچاتا ہے۔ خدا کی قدرت اس میں اس طرح کارفرما ہوتی ہے کہ درخت کے ہر جز میں یہ مادہ پورے تناسب کو مدنظر رکھتا ہے پھل جب طیار ہوتا ہے تو یہ مادہ شیریں شکل اختیار کر کے وہاں پہونچتا ہے، جو مادہ غیر شیریں ہوتا ہے وہ شاخوں پتیوں میں جذب ہو کر رہ جاتا ہے۔

شکل سوم

موتی کیونکر طیار ہوتا ہے؟ اس میں کس کی حکمت پرورش کارفرما ہوتی ہے، اس پر ابھی ایک نظر ڈال لینا چاہیے۔

موتی ایک دریائی جانور کے پیٹ میں پیدا ہوتا ہے۔ ایک قسم کا مادہ اس جانور کے پیٹ میں داخل ہوتا ہے اور ایک خاص جگہ آ کر موتی کی شکل اختیار کرتا ہے، تولید کے مقام سے پہلے ایک جالدار تھیلی ہوتی ہے اس میں گرد و غبار اور وہ چیزیں آ کر رک جاتی ہیں جو موتی کے تولید میں نقص پیدا کرتی ہیں پھر یہ مادہ بتدریج رقت کی شکل چھوڑ کر انجماد کی صورت اختیار کرتا ہے یہاں تک کہ موتی بن جاتا ہے۔

شکل چہارم

انسان کے بچوں کی پرورش و تخلیق بطن میں اس طرح ہوتی ہے کہ:۔

بہت چھوٹے چھوٹے جاندار کیڑے مرد اور عورت کے مادوں کے پہلے باہم ملکر ایک ہو جاتے ہیں پھر ان کا انقسام بحساب ۲-۴-۸-۱۶-۳۲-۶۴-۱۲۸ ہو کر ۹ مہینوں تک ان کا تکملہ ہوتا ہے پھر مادہ رقیق تجاذب و تقسیم ایام سے آنکھ، ناک، کان، دماغ، جوارح اور جسم کی صورت اختیار کر لیتا ہے عقلیں حیران، فلسفہ سربہ گریباں اور سائنس انگشت بدنداں ہے کہ وہ کیا چیز اور کونسی طاقت ہے جو تناسب کو پیش نظر رکھتی ہے؟

یہ مسلم ہے کہ بغیر حکیم حکمت اور بغیر مدبر تدبیر کا وقوع محال ہے پس یہ مدبر اور یہ حکیم وہی پروردگار عالم ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شکل پنجم بچوں کی تربیت ماں کے دودھ سے کیونکر ہوتی ہے اور اس میں کیسی حکیمانہ شفقت رافت کارفرمائی کرتی ہے اس کا بیان کم دلچسپی اور تفکر کا نہیں ہے؟

بچوں کی پیدائش سے پہلے ہی پروردگار عالم ان کی غذا دودھ ماں کے سینے میں پیدا کر دیتا ہے بچہ جس قدر بڑا ہوتا جاتا ہے اسی نسبت سے دودھ میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اس سے بڑھ کے یہ ہے کہ دودھ بچے کی طبیعت اور مزاج کے اعتبار سے غذا بھی رہتا ہے اور دوا بھی یہاں تک کہ اگر کسی بچے کو اس کی عمر کے مناسبت سے علیٰحدہ کسی دوسری عورت کا دودھ پلا لیا جائے تو وہ موافق نہیں ہوتا بچے کی عمر کے اعتبار سے دودھ پلانے کے ایام بھی ہوتے ہیں۔ شریعت نے اس طبی اصول کے لحاظ سے دودھ پلانے اور چھوڑانے کا وقت مقرر کر دیا ہے جب بچہ غذا کھانے لگتا ہے تو اس کے معدے کے اعتبار سے غذا بھی معین ہوتی ہے اور اس میں زیادہ سے زیادہ خون بننے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ پھر بھی انسان یہی کم ظرف اور ناشکرا انسان اس طرح پرورش پا کر ہوش سنبھالتا ہے تو خدا کے وجود سے انکار کرنے لگتا ہے فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ

شکل ششم کچھ طبی پرورش کا ذکر بھی سن لیجئے۔

ایک بار ایک عجمی طبیب نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ "قرآن میں علم طب کہاں ہے"؟ آپ نے فرمایا "صرف ایک آیت میں تمام علم طب موجود ہے۔"

پوچھا کون آیت ہے۔

فرمایا "كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا" کھاؤ پیو، فضول خرچی مت کرو۔

اس کی تشریح فرمائی کہ:۔ المعدة بيت كل داء والحمية رأس كل دواء واعط البدن ما عودة۔ "معدہ تمام بیماریوں کا گھر ہے، پرہیز تمام دواؤں کا سرآمد ہے، بدن کو وہ چیز دو جس کا وہ عادی ہے"

حکیم نے یہ سن کر کہا جو شخص اس پر عمل کرے اس کو جالینوس کی بھی ضرورت نہیں۔

طبیبوں کا قول ہے کہ وہ صحت کی مراعات، استعمال دوا سے افضل ہے" اس کا یہ مقصد ہے"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ اگر صحت اور غذا کا خیال رکھا جائے تو دوا کی حاجت نہیں، پھر کیا ہے کہ جو لوگ مسہل اور استفراغ کی کثرت رکھتے ہیں ان کو سمجھ لینا چاہئے کہ کثرت مسہل و استفراغ کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کپڑے کا اکثر صابن سے دھونا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کپڑا بہت جلد گل جاتا ہے، یہی حال معدہ کا ہوتا ہے، بعض وقت مسہل زہر اور ناقابل علاج بیماری بن جاتا ہے۔ مسہلیں، اخلاط ردیہ کو جو معدے میں مخفی ہوتے ہیں۔ حرکت میں لاتے ہیں۔

اطبا کا یہ قول بھی ہے کہ جب مریض غذا سے اچھا ہو سکے تو اس کو دوا نہ دینا چاہئے اگر مفرد اور خفیف دوا سے علاج ہو سکے تو مرکب اور قوی دوا دینا نہ چاہئے، غریب اور مجہول دوا سے بھی پرہیز ضروری ہے۔

دیکھو اور سمجھو کہ ان امور میں کس کے دست قدرت کی پرورش شامل ہے۔

شکل ہفتم

تربیت اور تعلیم میں جو اسرار اور رموز ہیں وہ بھی سامنے رکھنا چاہتا ہوں ناظرین "ترجمان القرآن" ان نکات کو دیکھیں اور خدا کی اس توفیق کے سامنے سر بسجود ہو جائیں جس نے اپنے بندۂ ناچیز کو اپنا پیام پہونچانے کے کرم سے نوازا ہے اور اس کے رسول پر درود بھیجیں جس کا ادنیٰ غلام کشف رموز و اسرار کی جرأت کرتا ہے، اور اس سوز اور اس گرمی کو محسوس کریں جو خدا نے "ابو محمد مصلح" کے دل میں تعلیم اور تبلیغ قرآنی کے لئے ودیعت کر دی ہے۔ آمدم بر سر مطلب

اللہ تعالیٰ نے "دماغ" کو پیدا کر کے اس کو فکر، خیالی، تذکر، حافظہ، اور حس مشترک کا مرکز بنا دیا ہے۔ اس کا مادہ داخلی گندمی اور خارجی سفید ہوتا ہے۔

دماغ کی مقدار کم سے کم ۱۶ اوقیہ اور زیادہ سے زیادہ ۴۶ اوقیہ ہوتی ہے، جس طرح ہمارے اجسام خلایائے کثیرہ سے مرکب ہیں، اسی طرح دماغ میں لاکھوں خلایا ہیں، ان کی شکلیں چھوٹی چھوٹی مستدیر کی ہوتی ہیں، ان کے گرد باریک جھلیاں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان خلایا کو دماغ کے لئے لوح محفوظ بنا دیا ہے۔ اس کے ذریعہ سے نفس پر کیفیت سمع و بصر وغیرہ طاری ہوتی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان خلایا میں کچھ قبول محسوسات کیلئے مخصوص ہوتی ہیں اور کچھ غیر محسوسات یعنے تفکر، تعقل تذکیر، قوت ناطقہ وغیرہ کے لئے کچھ ایسی قوتوں کے لئے جن سے صنعت و حرفت، کتابت وغیرہ صادر ہوتی ہیں ان خلایا میں جن کا تعلق حس صنعت وغیرہ سے ہوتا ہے اگر مختل ہوجائیں تو وہ قوت سلب ہوجاتی ہے تعلیم ناممکن ہوجاتی ہے۔

معلم کی سب سے بڑی فراست یہی ہے کہ اس کو سمجھ کر تعلیم دے، فرض کیجئے کہ ایک شخص کتابت سیکھنا چاہتا ہے لیکن اس کے حروف اور شق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کچھ مناسبت نہیں تو کوشش بیکار ہے اسی طرح اور علوم عقلی و نقلی کا حال ہے اس تناسب اور حکمت کا خالق پروردگار عوالم ہے

شکل ششم تربیت عقول کا بیان اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز ہے :۔

حواس خمسہ کی حاکم عقل ہوتی ہے فرض کیجئے کہ ایک شخص دن دوپہر کو دور سے سراب کو پانی دیکھتا ہے جہاں تک دیکھنے کا تعلق ہے وہ صحیح ہے لیکن عقل کہتی ہے کہ پانی نہیں بلکہ سراب ہے

اسی طرح مصنوعی پھل کے رنگ و روغن کو نظر "پھل" دیکھتی ہے لیکن عقل بتادیتی ہے کہ یہ پھل نہیں پروانہ چراغ پر گر کر جان دیتا ہے، اس لئے کہ اس نظر پر عقل حکومت نہیں کرتی یہی حال آجکل فلسفہ اور دہریت کے گمراہوں کا ہے کہ ان کا احساس عقل سلیم سے کام نہیں لیتا اور ان کو ضلالت کے جہنم میں گرا دیتا ہے وہ اپنی رویت کو حقیقی رویت سمجھ لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ عقول کی اور ان کے ذریعہ سے صالح انسان کی پرورش کرکے ان کو صحیح راستہ بتاتا ہے۔ یہ مسئلہ مزید تفصیل کا طالب ہے کسی آئندہ فرصت کا انتظار کیجئے کہنا یہ ہے کہ تعریف کے لائق تو پروردگار ہے جس کی پرورش اس طرح کائنات میں ساری اور جاری ہے۔

ان مسائل کو اجمالی طور پر بیان کرنے کے بعد دوسرے ٹکڑے پر توجہ کی ضرورت ہے

عٰلمین: جمیع عوالم :۔

عوالم تمام کائنات کو حاوی ہے اس کی دو مستقل قسمیں ہیں عالم علوی عالم سفلی

عالم علوی میں آسمان، عرش، کرسی، آفتاب، ماہتاب، تارے، سیارے، فرشتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وغیرہ شامل ہیں، تفصیلی اور پیچیدہ مسائل اور مباحث سے بچنے کے لئے ہم صرف فلکیات کو سامنے رکھتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ پروردگار عوالم کی حکمت پرورش ان میں کیونکر جاری ہے۔

انجیل "برناباس" میں آسمان اور کواکب وغیرہ کے متعلق جو کچھ ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

مسیح کا قول ہے کہ آسمان نو ہیں ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی مسافت اسقدر ہے کہ ایک شخص اگر زمین پر سفر کرنے کے حساب سے چلے تو پانچ سو برس میں یہ پہنچ سکتا ہے اتنی ہی مسافت اور بعد زمین سے فلک اول تک ہے آسمان اول سے زمین کو وہی نسبت ہے جو بالو کے ذرے کو زمین سے ہے اسی طرح فلک اول سے فلک دوم کو۔ علیٰ ہذا القیاس جنت اسی حساب سے تمام کائنات سے بڑی ہے۔ انجیل میں ہے کہ ایک بار جبرئیل مسیح کے پاس آئے ان کے ہاتھ میں ایک آئینہ آفتاب کی طرح چمکتا تھا، اس میں یہ عبارت تھی۔

"میں جنت میں اس قدر بڑا ہوں کہ میری نسبت سے آسمان اور زمین تمام کائنات ایک ذرے کے برابر ہیں بلکہ اس سے بھی چھوٹے ہیں"

فلسفہ یونان نے بھی نو آسمان تسلیم کئے علماء اسلام ابن سینا اور فارابی نے سات آسمان مانے ان کے علاوہ کرسی کو فلک ثوابت اور عرش کو فلک محیط تسلیم کیا اور کہا کہ اسی کے تابع حرکت یومیہ اور حرکت افلاک، شرق و غرب ہے۔

اس عقیدہ پر ایک زمانہ گذرا تو اجلہ علما اور حکمائے امت نے محسوس کیا کہ یہ مذہب باطل عقل اور مشاہدوں کے مخالف ہے۔

ان کے خیال میں قرآن کے اندر آسمان کی تعداد محدود اور مخصوص نہیں، مثلاً کوئی شخص کہے میرے پاس کچھ گھوڑے ہیں۔ تو اس کا یہ کہنا اس کے منافی نہیں کہ اس کے پاس کثیر تعداد میں گھوڑے ہیں۔

ان علما نے اس کی بھی مخالفت کی کہ آسمان اور کواکب قدیم ہیں، یا ان کو فنا ممکن نہیں ان کی رائے میں زمین کی حرکت اپنے ہی گرد نا قابل تسلیم تھی، فلک اطلس کا کوئی وجود نہیں اور کواکب فضا میں حرکت کرتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ رائے چھٹویں اور ساتویں صدی تک مسلم تھی، ترکی حکومت کا دور شروع ہوا تو یہ عقیدہ مسلم ہوا جس کو عام اور خاص سب نے قبول کیا اور اب تک بھی پیش نظر ہے اس کا خلاصہ یہ ہے یہ تمام عوالم متعدد آفتابوں، ماہتابوں، زمینوں کے تحت میں ہیں پہلے یہ چیزیں منتشر ہوں کی طرح سریع الحرکت تھیں ہزاروں لاکھوں برسوں کی حرکت کا نتیجہ یہ ہوا کہ متعدد آفتاب کی تشکیل ہوئی لاکھوں برسوں کے بعد آفتاب سے سیارے بنے ان آفتابوں میں سے ایک آفتاب بھی ہے جو ہم کو روشنی دیتا ہے۔ پھر اسی آفتاب سے ان آٹھ سیاروں کا وجود ہوا یعنے عطارد۔ زہرہ۔ مریخ۔ زمین، مشتری، زحل اور رانوس، اور نیپتوں کا۔

محققین علماء نے معلوم کیا کہ مریخ اور مشتری کے درمیان تقریباً چھ سو چھوٹے چھوٹے ستارے ہیں ان کی مجموعی تعداد بھی چاند کے برابر نہیں ہوتی ان تاروں میں سب سے بڑے تارے کا نام "سرس" ہے اس کا قطر پانچسو میل سے زیادہ نہیں، ان میں بعض تاروں کا قطر دس میل سے زیادہ نہیں یا ان سے چھوٹے تاروں کا وجود بھی ہے جن کا دیکھنا ممکن نہیں ہے۔

یہ سیارے سورج کے گرد گھومتے ہیں عطارد اپنا دورہ ۸۸ دن میں، زہرہ ۲۲۶ دن میں مریخ ۳۲۱ دن میں، زمین سال بھر میں، مشتری ۱۱ سال اور ۳۱۳ دن میں زحل ۲۹ سال اور ۱۶۶ دن میں اور رانوس ۸۴ سال اور ۷ دن میں، نیپتون ۱۶۵ سال اور ایک دن میں اپنے دورے پورے کرتے ہیں، ان کے علاوہ بھی آفتاب کے گرد کچھ سیارے ہیں جو ابھی تک معلوم نہیں ہوئے

مصر کے فاضل طنطاوی جوہری نے اپنی تفسیر "الجواہر" میں ایک جدول دیا ہے اس سے ان سیاروں کا بعد سورج سے صحیح اعداد میل میں معلوم ہوتا ہے ناظرین کی دلچسپی کے لئے ہم درج کر دیتے ہیں:۔

	تعداد	اضافہ	مجموعہ	+ ۹	ملین میل
۱۔ عطارد	۰	۴	۴	× ۹	۳۶۰
۲۔ زہرہ	۳	۴	۷	× ۹	۶۳۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۳- زمین	۶	۴	۱۰ × ۹	= ۹۰
۴- مریخ	۱۲	۴	۱۶ × ۹	= ۱۴۴
۵-	۲۴	۴	۲۸ × ۹	= ۲۵۲
۶- مشتری	۴۸	۴	۵۲ × ۹	= ۴۶۸
۷- زحل	۹۶	۴	۱۰۰ × ۹	= ۹۰۰۰
۸- اورانوس	۱۹۲	۴	۱۹۶ × ۹	= ۱۷۶۴
۹- نیپتون	۳۸۴	۴	۳۸۸ × ۹	= 2592

یہ حساب سیاروں کے سورج سے بُعد کا تقریباً میل کا ہے۔

چونکہ عطارد سورج سے ۳۶ ملین میل کے فرق پر ہے اس لئے اس کا بعد صفر فرض کر لیا گیا۔ اسی طرح زہرہ ۳، زمین ۶، مریخ ۱۲ یہ طریق تضعیف ہیں یعنی ضعف میں ۴ کا اضافہ کرکے ۹ میں ضرب دیا گیا اس کا حاصل ملین میل ہوا۔ اسی طرح جب مریخ اور مشتری تک پہونچنے میں تو درمیان میں تارے ملتے ہیں جو مشتعل نظر آتے ہیں۔

زہرہ اور عطارد زمین سے قریب ترین آسمان کے سیارے ہیں، اور سیارے زمین سے بہت دور ہیں البتہ کواکب ثالث شمار ہے! ہر جب ان میں سے کچھ دوربینوں اور فوٹوگراف کے ذریعہ معلوم کئے گئے ہیں۔

آفتاب کی روشنی زمین تک ۸ دقیقہ اور ۲۰ ثانیہ میں پہونچتی ہے، اگر اس مسافت کو ہم ۶۰ میل فی گھنٹہ ریل سے چلکر طے کرنا چاہیں تو تقریباً سو یچاس سال سے کم مدت میں طے نہیں کر سکتے۔

آفتاب کی روشنی بحساب فی ثانیہ ایک سو چھیاسی ہزار میل سفر کرتی ہے۔ آفتاب کی روشنی کی سرعت رفتار کا موازنہ کرنا ہو تو دوسرے کواکب اور انجم کو سامنے رکھ لیجئے۔

ہم سے قریب ترین تارے کی روشنی ہم تک ۴ سال میں پہونچتی ہے، شعری عبوری کی روشنی ۹ سال، نسر طائر کی ۱۴ سال، نسر واقع کی ۳۰ سال، عیوق ۳۲ سال سماک رامح کی ۵۰ سال

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں روشنی پہنچتی ہے۔

کواکب ثابتہ اپنی روشنی کے اعتبار سے چھ قدروں میں تقسیم کیے جاتے ہیں یہ رائے قدما کی ہے۔ علمائے جدیدہ نے اس کو ۲۰ تک تسلیم کیا ہے۔

قدر اول کی روشنی پوری ہے اس میں ۱۴ تارے ہیں، ان میں سماک رامح وغیرہ ہیں

قدر دوم میں ستاروں کی تعداد ۲۷ ہے، ان میں ایک "سعد سعود" مشہور ہے

قدر سوم میں ۱۷ ہے، ان میں "دبران" بہت مشہور ہے۔

قدر چہارم کی ۱۸۹، قدر پنجم کی ۶۵۰، قدر ششم کی ۲۲۰۰ ہے اسی طرح تعداد بڑھتی اور روشنی گھٹتی ہوئی قدر بستم تک پہونچتی ہے، اس قدر میں نجوم کی تعداد ۶۷ ملین ہے ان کی روشنی بہت دھندلی اور خفیف ہے۔ انسان کے علم میں اب تک جتنے ستاروں کی تعداد آچکی ہے وہ ۲۲۴ ملین ہے، اس اجمالی بیان کے بعد انجیل کا قول آسمانوں کے متعلق سمجھنے میں عقول کو حیرت نہ ہونا چاہیے، اس طرح مسلمانوں نے جو کچھ معلوم کیا ہے اور جو کچھ وہ کہتے ہیں ان میں بعد عقلی کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

چند نکتے

"یورپ" کے اقسام اختراع وایجاد کے ایک پجاری نے ایک بار یہ اعتراض وارد کیا کہ جدید رائے میں کواکب فضا میں حرکت کرتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کواکب کا فضا میں حرکت کرنا نہ تو جدید علما کے نزدیک ثابت ہے اور نہ قدیم علما کے نزدیک۔

قدما نے ثابت کر دیا ہے کہ فضا سرے سے موجود نہیں، ان کے نزدیک خلا محال ہے، اس پر یہ دلیل قائم ہوتی ہے کہ ہم لوگ خلا کا تصور کرلیں تو دو حال سے خالی نہیں یا تو اس کا تصور دماغ میں روشن ہوگا یا تاریک، روشنی اور تاریکی یا تو "عرض" ہونگے یا "جوہر" یا ایک عرض ہوگی اور دوسری جوہر۔

اگر دونوں جوہر ہیں تو ان کا کوئی عرض ہوگا، اگر دونوں عرض ہیں تو ان کا کوئی جوہر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوگا، اگر ایک عرض، دوسری جوہر تو ہمارا مدعا ثابت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ "خلا" کا وجود مستحیل ہے۔

علمائے جدید کہتے ہیں کہ:۔

جو روشنی آسمان سے زمین تک پہنچتی ہے وہ کسی جسم پر محمول ہوگی۔ اس نظریے پر وائرلس ٹیلیگراف کی ایجاد ہوئی ہے۔ لہذا وہ سوال باطل و رد ہو گیا ہے۔

اس قسم کے اور اکثر لاطائل اور لغو اعتراضات ہیں جن کو یورپ پرست بہت اہم سمجھتے ہیں حالانکہ ان کی معمولی وقعت بھی نہیں ہے۔

ہم نے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

۱۔ آسمان کو انسان کی آنکھیں صرف ایک دیکھتی ہیں۔

۲۔ مذہب نے سات ۷، اور فلسفہ نے نو مانا ہے۔

۳۔ قدمائے مسلم نے آسمانوں کی تعداد سات بتائی عرش اور کرسی کو شامل کر کے ۹ تسلیم کی، برنابا کی انجیل میں بھی ۹ ہے۔

۴۔ مذہب جدیدہ نے تسلیم کیا ہے کہ قدمائے خدا کی عظمت جس قدر تسلیم کی ہے اس سے بہت زیادہ ہے۔

۵۔ عالم میں خلا نہیں۔

۶۔ آسمان ہیں اور طبق در طبق ہیں۔

۷۔ مذہب جدید نے ثابت کیا ہے کہ "عالم" اور "کواکب" کو فنا ہے۔

ان مسائل کو پیش نظر رکھ کر دیکھنا چاہئے کہ یہ کہاں تک "قرآنی" اقوال کے قریب ہیں؟

ان مسائل کا ہمارے موضوع سے یہ تعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عالم علوی میں "کواکب" آفتاب آسمانوں کیلئے مدائر خاص مقرر کر کے اپنا تصرف ان میں جاری کیا ہے۔

عالمِ سفلی

عالم علوی کے بعد عالم سفلی میں ہم سب سے پہلے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عالم نباتات

کو بحث اور اظہار خیال کے لئے سامنے رکھتے ہیں۔

انسان روزانہ ہزاروں قسم کے پودے، گھاس اور قسم قسم کی نباتات دیکھتا ہے۔ لیکن اس کی عقل یہ سمجھنے سے قاصر ہوتی ہے کہ دنیا میں جتنے نباتات اور درخت ہیں اور ان درختوں میں جتنے پتے ہیں "ہر ورقے دفتر یست معرفت کردگار" ان میں ہزاروں قسمیں ایسی ہیں جن کی خاصیات معلوم ہو چکی ہیں لاکھوں قسمیں ایسی ہیں جو ابھی تک پردہ خفا میں ہیں ان کی صحیح تعداد سوا خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔

طنطاوی جوہری نے اپنی کتاب "نظام العالم والامم" میں لارڈ ا فیبری کی ایک تقریر نقل کی ہے، اس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

اے مخاطب! جب تم کسی دریا کے کنارے کھڑے ہو کر نباتات کا جاذب نظر عالم دیکھتے ہو، اور سبز پوشوں کا حسن بے ساختہ تم کو کسی اور طرف متوجہ ہونے کی اجازت نہیں دیتا، اس وقت تمہارے دل میں یہ خیال بھی گذرتا ہے کہ ان نباتات میں بھی حرکت ارادی موجود ہے۔ ان میں تمہاری طرح عقل، فہم، احساس تک پایا جاتا ہے۔

یہ تمہارے نزدیک عرصہ سے مسلم ہے کہ نباتات میں حرکت ارادی موجود نہیں بلکہ وہ متحرک بارادۃ الغیر ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ تم نے مبدع کون کی حکمت کا مطالعہ نظر غور سے نہیں کیا ہے، بعض محققین کا اتفاق ہے کہ نباتات میں حرکت ارادی اور احساس دونوں ہیں"

حکمائے اسلام میں علامہ شیرازی اور صوفیہ میں ابن عربی اس خیال کو وسعت دیتے ہیں اور ایک حد تک اس کے قائل ہیں۔

بقول جوہری قرآن کی آیت ربنا الذی اعطا کل شئی خلقہ ثم ھدیٰ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر شئے کو پیدا کر کے ہدایت دی۔

اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ارشاد اور ہدایت کے تحت میں نباتات بھی داخل ہیں کیونکہ ان میں احساس ہے وہ ارشاد اور ہدایت کے مصداق ہیں۔

جوہری کی یہ رائے بہت کچھ رد و قدح کی محتاج ہے۔

اول تو یہ ہے کہ "احساس" کبھی "ادراک" اور شعور کے معنی میں نہیں آتا۔ یہ ممکن ہے کہ جسم نامی یا غیر نامی میں "حس" ہو لیکن اس میں "شعور" اور "ادراک" کا ہونا ضروری نہیں، دیکھئے، چھوئی موئی اور سنگ مقناطیس میں خاصے کی صورت میں "حس" ہے لیکن اس کو کسی طرح ادراک اور احساس نہیں کہہ سکتے۔

احساس خاصہ حیوان (حیاتدار) اور ادراک و شعور کا خاصہ عقل ہوتا ہے۔

حس کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں اور ان کو معلوم کرنے کے مختلف معیار ہیں جن لوگوں نے اس مسئلہ میں دھوکا کھایا ہے ان کے نزدیک "ہر حس" ادراک ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔

دوسرا اعتراض یہ ہوتا ہے کہ آیت کا منشا صرف تعمیم ہے تو اس میں غیر نباتات، حجر، غیر جسم سب شامل ہیں کیونکہ یہ سب خدا کی مخلوق ہیں اور ہدایت کا اطلاق سب پر ہے۔

اب ڈاروِن کے نظریے پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے!

ڈاروِن بھی نباتات میں احساس کیا تھا ادراک کا قائل ہے، دلیل یہ لاتا ہے کہ انگور کے ایسے مکان یا ٹٹی پر چڑھنے والی بیلیں اپنی نمو میں سہل ترین راہ اختیار کرتی ہیں کیا "ڈاروِن" اسی یورپ میں یہ نہیں دیکھا کہ مشینیں اس سے زیادہ حیرت انگیز کام کرتی ہیں لیکن کوئی شخص نہ تو ان کے احساس کا قائل ہے اور نہ ادراک کا۔

"انار" میں دانوں کی تنظیم اور ترتیب کیا انار کی قوت احساس ادراک ہے،، اسکا جواب یہ ہے کہ اس کا خاصہ ہے یہی ہمارا مدعا ہے۔

دنیا میں جتنی چیزیں ہیں نامی غیر نامی جسم غیر جسم، حیوان انسان ان میں کوئی نہ کوئی اثر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور خاصہ ہوتا ہے اس میں نباتات کو کیا خصوصیت ہے۔

اثر اور خاصیت کے اعتبار سے نباتات کا وجود حیرت انگیز ہے اس میں کس کو کلام ہے شیخ ابو اسحٰق نباتی نے چھتیس سال جنگلوں میں رہکر نباتات کے خواص پر دو ضخیم جلدوں میں ایک کتاب لکھی ہے جواب مفقود ہے بعض کتابوں میں اس کے حوالے ملتے ہیں ان سے اتنا معلوم ہو جاتا ہے کہ ابھی یورپ کے مکتشفین اور ہندوستان کے بوس بابو اس حد تک نہیں پہونچے ہیں۔ اسی سلسلہ میں بعض نباتات کا ذکر اہل یورپ اس طرح کرتے ہیں گویا کسی حسب صنا احساس و ادراک کا تعارف کراتے ہیں مثلاً :۔

۱۔ ڈنڈلین Dandelion ایک گھانس کا نام ہے، ابتداءً وہ سر جھکائے رہتی ہے لیکن جب اس میں کلیاں نکلتی ہیں تو اپنا سر اٹھا کر (باد نسیم) ہوا کو اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ علی ہٰذا القیاس اس کے اور عجائب غرائب ہیں۔

۲۔ فلیسٹر یا پیرل Falio nirla spnal، اس میں کلیوں کی تقسیم نر اور مادہ کے طور پر ہوتی ہے، اس کے ضمن میں اور عجائبات بھی ہیں اور ہزاروں قسم کی گھاس ہیں جنگلی خاصیتیں عجیب و غریب ہیں :۔

حیران ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں ؟

یہ رب العالمین کی پرورش ہے کہ وہ انکو اس طرح پالتا ہے کہ عقلیں حیران اور فلسفہ سر گرداں ہے اور کنہ سمجھنے سے عاجز ہیں۔

عالم نباتات میں بعض درخت ایسے بھی دریافت ہوئے ہیں کہ خلقت انسانی سے پہلے ان کا وجود دنیا میں ہے وہ اب تک سرسبز و شاداب ہیں۔

اب اسکے بعد عالم حیوانی کا ذکر زیادہ دلچسپ صورت میں سامنے آتا ہے :۔

عالم حیوانی

حیوان کے تین قسمیں ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۔ جونہ تو توالد وتناسل سے پیدا ہوتے نہ انڈا دیتے ہیں۔

۲۔ جو انڈے دیتے ہیں اور ان کو سے کر بچے نکالتے ہیں طیور وغیرہ۔

۳۔ وہ جو بچے دیتے ہیں اور دودھ پلاتے ہیں۔

یہ تمام جانور غیظ وغضب، صبر وضبط اور دوسرے طبائع میں بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ ان کی تفصیل کی ضرورت نہیں، البتہ بعض حیوان کا ذکر اس جگہ ضروری ہے۔

لارڈ جان لیک نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے اس کا کچھ اقتباس درج کیا جاتا ہے

۱۔ ایک جانور (کیڑا) "مرجان" نام کا ہوتا ہے جو انڈے سے پیدا ہوتا ہے اور پھر اس میں سالانہ نمو ہونے لگتا ہے اور بتدریج بڑھتا ہے، پھر اس میں سالانہ نمو ہونے لگتا ہے معلوم ہوا ہے کہ یہ جانور ہزاروں سال تک زندہ رہتا ہے۔

۲۔ ایک کیڑا ایسا ہوتا ہے جو کچھ دنوں تک ایک رہتا ہے پھر اس کے بعد اس کے جسم کے دو حصے بیچ سے علیحدہ معلوم ہوتے ہیں، وہ دونوں دو مستقل کیڑے بن کر زندہ رہتے ہیں۔

یہ کیڑے ایک حد تک بالکل محروف ہیں، جو محروف ہیں ان میں چیونٹیوں پر نظر کرنے سے ان کے حیرت انگیز خصوصیات معلوم ہوتے ہیں۔

چیونٹی

صیبرو لورل بکوک۔ وساٹن کے ایسے محققین نے چیونٹی کے متعلق حسب ذیل معلومات بہم پہنچائے ہیں۔

چیونٹی کی قسمیں ایک ہزار سے زیادہ ہیں، ان میں ہر قسم دوسری قسم کے مقابلے میں خاص صفت رکھتی ہے۔ فضلائے موصوف بیان کرتے ہیں کہ ایک قسم کی چیونٹی "شغال" کہی جاتی ہے تمام چیونٹیاں علیحدہ علیحدہ نظام کی تابع ہوتی ہیں۔

ان میں فوج، سپہ سالار۔ بادشاہ سب ہوتے ہیں، فوجوں کی ترتیب باقاعدہ ہوتی ہے چیونٹیاں اپنی ملکہ کے چشم ابرو کے اشاروں پر چلتی ہیں اور اپنی جان سے دریغ نہیں کرتیں ان کے رہنے کے دیہات شہر تک ہوتے ہیں ان کا دیہات پانچ ہزار چیونٹیوں کا مسکن ہوتا ہے،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انسان کو اس چیونٹیوں سے اتحاد و اتفاق، ہمدردی، مواخاۃ کا سبق حاصل کرنا چاہئے اور چیونٹیوں میں کبھی رنگ اور قومیت، مکان اور مقام کی غیریت کی وجہ سے لڑائی نہیں ہوتی دو چیونٹیاں آمنے سامنے آتے ہوئے ہمیشہ ملتی ہیں اور باہم مصافحہ کرتی ہیں، کوئی چیونٹی زخمی یا بیمار ہوتی ہے تو اور چیونٹیاں اس کا علاج اور عیادت کرتی ہیں اس قسم کی اور بہت باتیں ہیں جن کا ذکر موضوع کو طویل کردیگا۔

اسی طرح شہد کی مکھیاں اور دوسرے حشرات اور حیوانات میں کچھ نہ کچھ خصوصیت ضرور ہے رب العالمین ان سب کی پرورش کرتا ہے اور کسی خصوصیت میں فرق آنے نہیں دیتا۔ یہ ایک مستقل بحث ہے کہ ان کو دشمنوں سے کیونکر محفوظ رکھتا ہے۔ اس کی یہاں ضرورت نہیں اب اس کے بعد "عالم کبیر" انسان کا اجمالی ذکر ہے اس کے بعد یہ مضمون کا حصہ ختم ہوجائیگا۔

انسان

انسان ابداع اور ایجاد کا آخری نقطہ ہے، مخلوقات میں فضیلت اور بزرگی کا تاج اسی کے سرپر رکھا گیا، خدا کی امانت کا بوجھ اٹھانے کے لئے اسی کا دوش مناسب تھا۔ اس انسان کو بعض علماء نے ذیل کی چار قسموں پہ تقسیم کیا ہے۔

۱۔ شعرا۔ ۲۔ اہل ریاضی۔ ۳۔ علمائے تشریح۔ ۴۔ علمائے فلسفہ والہیات وغیرہ

۱۔ **شعرا**۔ وہ ہوتے ہیں جو فطرت اور قدرت کے چھپے ہوئے راز معلوم کرکے صاحبان احساس کے سامنے پیش کرتے ہیں، وہ روح کی چھپی قوت وجدانی وکیفیت کو حرکت میں لاتے ہیں

۲۔ **اہل ریاضی**۔ کہتے ہیں کہ جو ظاہر کا باطن ہوتا ہے اس کو دنیا کے سامنے رکھکر عقول کو استخراج نتائج اور اسی پر مائل کرتے ہیں مثلاً ۲۔ ایک عدد ہے دوسری عدد بھی ۲ ہے یہ دونوں عدد اپنی جگہوں پر کچھ نہیں لیکن جب دو کو ۲ میں ضرب دیں گے یا جمع کریں گے تو اسی عمل سے چھپی ہوئی عدد چار ظاہر ہوجائیگی، یہ علم شعرا کی نزاکت اور توہم سے ممتاز ہے اور دنیا کو تخیل کے گہرائی سے نکالکر عمل کی سطح پر لاتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان سے بھی آگے ایک طبقہ ہے جو قدرت اور مخلوقات کے عجائبات پر غور کرتا ہے۔ یہ درخت کیا ہیں؟ پتوں کے کیا خواص ہیں؟ آفتاب اور ماہتاب کے سیر اور دور کا کیا حساب ہے؟ انسانی اور حیوانی اعضاء کی ساخت میں کیا کنہ ہے؟ وغیرہ وغیرہ یہ لوگ۔

۳۔ ماہرین تشریح کہے جاتے ہیں، ان کو شعراء ریاضی دانوں پر ترجیح ہے۔

جہاں ریاضی دان شعراء ماہرین تشریح تھک کر بیٹھ جاتے ہیں وہاں:۔

۴۔ علمائے فلسفہ و الٰہیات سامنے آتے ہیں اور دنیا کو وہ تمام رموز اور نکات بتا دیتے ہیں جن پر ہستی اور معرفت حقائق کا انحصار ہے، یہ تمام موضوع نہایت دلچسپ اور تفصیلی بحث و تحقیق کے طالب ہیں لیکن ہم صرف معمولی اجمال پر اکتفا کرتے ہیں۔ دیکھو کہ رب العالمین کی قدرت پرورش اس عالم کبیر میں بھی کس طرح جاری ہے باوجودیکہ انسان اپنی خصوصیات میں تمام ہستی پر حقیقت رکھتا ہے وہ عقل عمل کا بادشاہ ہے لیکن وہ اپنے وجود، اپنی نشو و نما ترقی میں محتاج ہے اسی کا جو تمام عوالم کا "رب" ہے پس تعریف کا مستحق تمام عوالم کا پروردگار ہے نہ کہ فانی جس کو اپنے اوپر بھی معمولی قدرت نہیں۔

لفظ اللہ کی بحث و تحقیص میں رہا جاتا ہے اس پر بھی اس سلسلہ میں اجمالی نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ اللہ اسم ذات ہے اور موصوف ہے۔ رب العالمین اسم صفت ہے جب صفت کا بیان ہو چکا تو اس سے موصوف کی عظمت کا مرتبہ آشکارا ہو گیا۔ اس لفظ پر علماء ظاہر (مفسرین، محدثین) اور علمائے باطن (صوفیہ) بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور باقتضائے "دو شب ہم آخر شد و افسانہ زلف باقیست" بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے پھر بھی اس کی حقیقت سمجھ میں نہیں آسکتی وہ انسان اس ذات کو اور اس کی حقیقت کو کیا سمجھے گا جو ابھی تک اپنی حقیقت پہچان نہیں سکا ہے۔

بہر حال اتنا سمجھ لے کہ یہ "لفظ" اپنی جگہ بے مثل رکھتا ہے یعنی دنیا کی کسی زبان اور کسی مذہب میں اسم ذات موجود نہیں بلکہ سب صفت ہیں بعض ضدی طبائع نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن چند مغالطوں (لفظ "الٰہ" و "لاہ" وغیرہ) کے سوا کچھ کر نہ سکے ہمارا ایک رسالہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس موضوع پر موجود ہے جو طبع اور اشاعت کے لئے توفیق کارساز کا منتظر ہے۔

اس جگہ ایک معمولی اور سطحی بات یہ سن لیجئے کہ :۔

مخرج و صورت کے اعتبار سے یہ لفظ سہل ترین ہے جس کو ہر ملک اور ہر ملت کا شخص بلکہ وہ چھوٹا بچہ جو ابھی بولنا سیکھتا ہے اور بولنے کی کوشش کرتا ہے آسانی سے بول سکتا ہے تالو، زبان سے بہ نسبت اور حصہ کے زیادہ قریب ہے، آواز بھی پہلے اندرون حصہ سے نکل کر بہ تدریج باہر آتی ہے۔ یہ دوسری بحث ہے۔

دیکھو! اس لفظ کی عالمگیری بتاتی ہے۔ کہ یہ "اسم ذات" دنیا کی مالک ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت

جو شخص قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے اس کو دہرا ثواب ملتا ہے ایک تو پڑھنے کا دوسرا اس کے دیکھنے کا۔ اور ہر حرف کے بدلے دس دس نیکیاں اس کے اعمالنامے میں لکھی جاتی ہیں اور دس دس بدیاں دور دور ہوتی ہیں۔ نیز آنکھ کی روشنی تیز ہوتی ہے۔ اور وہ آنکھ دنیا کی مصیبت میں کبھی مبتلا نہیں ہوتی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

© rasailojaraid.com